مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
پاکستان
جلد ۳۵
۲۲ رمضان ۱۴۰۴ھ
جمعۃ المبارک
۲۲ جون ۱۹۸۴ء
شمارہ ۴۷
مندرجات
اداریہ ۳
احکام و مسائل ۴ - ۷
قرآن کریم کی تاثیر و اعجاز کے واقعات ۸ - ۱۱
تحقیق روایت لولاک لما خلقت الافلاک ۱۲ - ۱۷
عید کو مکدر نہ کیجیے! ۱۸ - ۲۰
اطلاعات و اعلانات ۲۱ - ۲۳
مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف
مدیر
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
معاون
محمد سلیمان انصاری
سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر ۲۰ پونڈ

جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور

ایک مکمل دینی تعلیمی، اصلاحی اور تربیتی ادارہ

امتیازات و خصوصیات

- حفظ القرآن بالتجوید، درسِ نظامی، فاضل عربی و وفاق کا بہترین تدریسی نظام
- میٹرک پاس طلبہ کے لئے درسِ نظامی، مختصر پانچسالہ نصاب تعلیم
- عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق میٹرک تک باقاعدہ انتظام
- قابل ترین، محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام
- تعلیم، تربیت اور تفریحی پروگراموں کا مربوط اہتمام
- کھلا اور پرفضا ماحول اور جدید سہولتوں سے آراستہ بلڈنگ
- معقول ماہانہ وظیفہ اور ہر قسم کی مکمل سہولیات

اپنے ہونہار بچوں کی مکمل اور صحیح تعلیم و تربیت کے لئے جامعہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں داخلہ شوال میں ہوگا

آئندہ عزائم:
- شعبۂ تصنیف و تالیف کا باقاعدہ اجراء اور ماہانہ مجلہ کی اشاعت
- تمام تدریسی شعبوں خصوصاً شعبۂ تعلیم البنات میں توسیع
- جامعہ کی عمارات میں توسیع و ترقی خصوصاً محمدیہ ہسپتال کی تعمیر
- مختلف تربیتی کورسز اور کلاسوں کا جامع پروگرام

اشاعتِ دین اور عظیم صدقہ جاریہ کے اس نیک کام میں مکمل تعاون فرما کر فلاح دارین حاصل کریں۔ شکریہ

پروفیسر عبدالحکیم سیف، ایم اے، ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث جام پور سے مالی امداد کی اپیل

- ادارہ ہذا جماعت اہل حدیث کا عظیم اشاعتی و تبلیغی مرکز ہے۔
- اس ادارہ کی طرف سے اب تک چھبیس سلسلہ ہائے تبلیغ بصورت کتب، پمفلٹ و اشتہارات وغیرہ چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں اور اتنی ہی تعداد میں ملک کے مختلف اداروں سے قیمتاً و بلاقیمت حاصل کر کے مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔
- ستائیسواں سلسلہ تبلیغ بعنوان التوحید زیر طبع ہے جس پر دس ہزار روپے خرچ آ رہے ہیں۔
- ملک بھر کے ہزاروں مقامات پر تبلیغی لٹریچر وافر تعداد میں مفت پہنچا کر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔
- یہ سب کام محض اللہ کی رضا اور مسلک حقہ اہل حدیث کی ترویج و اشاعت کے لئے کیا جا رہا ہے۔
- آئندہ سال اس مشن کو مزید وسعت دیکر ضخیم کتب شائع کر کے تقسیم کرنے کا پروگرام ہے
- چونکہ اب تک ادارہ ہذا کے لئے کوئی دفتر وغیرہ نہیں بلکہ گھر کے ایک کمرے میں یہ کام ہو رہا ہے اس لئے ایک قطعہ اراضی واس پر تعمیر وغیرہ بغرض دفتر، دارالمطالعہ و اجتماع گاہ کا پروگرام ہے۔
- ہر سال جماعت کے مخیر و مالدار احباب دینی اداروں کی مالی سرپرستی کرتے ہیں اور اس ادارے کے لیے بھی مالی تعاون ارسال کرتے ہیں رمضان المبارک کے مقدس اور مبارک ماہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ وغیرہ کا بڑا حصہ بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ ادارہ ہذا کے لئے ارسال فرما کر صدقہ جاریہ میں حصہ دار بنیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اکاؤنٹ نمبر ۴۹۲ مسلم کمرشل بنک جام پور ضلع راجن پور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: محمد یسین راہی ناظم ادارہ تبلیغ جمعیت اہل حدیث جام پور ضلع راجن پور

مسلمان خواتین اور غیر ملکی مہمانوں کا استقبال۔!

۲۸ مئی ۱۹۸۴ء کے نوائے وقت کے کالم (ایڈیٹر کی ڈاک) میں محترمہ نثار فاطمہ صاحبہ کا ایک مراسلہ درج بالا عنوان سے شائع ہوا ہے۔ موصوفہ نے ایڈیٹر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ "حکومت نے تمام سرکاری افسروں کو یہ نوٹس جھجوائے ہیں کہ جب بھی کوئی غیر ملکی شخصیت آئے تو افسران کے ساتھ ان کی بیگمات کا استقبال کے لئے جانا بھی ضروری ہے اور جو بیگمات نہیں جائیں گی اُن کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔ اس فیصلہ کا اثر یہ ہوا کہ کچھ بیگمات "گرمی اور لُو کے اثرات سے بیمار پڑ گئیں"۔ محترمہ نے امریکی نائب صدر جارج بُش کی آمد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس موقعہ پر ہماری ایک بہن نے ہاتھ ملانے کی بجائے ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا تو جارج بش نے خاص طور پر توجہ کی اور بہت مسکرا کر ان کے سلام کا جواب دیا جو اس بات کا اظہار تھا کہ یہ ہے اصلی کردار اور یہ ہے وہ خاتون جس کے بارے میں سُن رکھا تھا کہ مسلمان عورت نامحرم سے ہاتھ نہیں ملاتی"

محترمہ نثار فاطمہ صاحبہ نے اس سلسلے میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ "کیا اسلام کی رُو سے یہ بات جائز ہے کہ خواتین کی قطاریں نامحرموں سے ہاتھ ملانے اور اُن کے استقبال کے لئے کھڑی کی جائیں۔ نیز کیا اس اسلامی حکومت کی نظر میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہؓ کی بیٹیوں کی یہ قدر و قیمت ہے کہ انہیں مجبوراً اور حکماً نامحرموں سے مصافحہ کے لئے صف بستہ کھڑا کر دیا جائے۔ کیا یہی چادر اور چار دیواری کا تقدس ہے۔؟"

اس مراسلے کو شائع ہوئے دو ہفتے سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر اس پر کسی طرف سے کوئی موافق و ناموافق آراء پڑھنے میں نہیں آئیں۔ ہمارے خیال میں حکومت اور عوام کا "دانشور" طبقہ تو ایسے نظریات کے حامل مراسلوں کا نوٹس ہی نہیں لیتا۔ کیونکہ اس وقت ہماری قوم (؟) فکری اور عملی طور پر ایسے مقام پر کھڑی ہے جس کو "عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ" سے تشبیہ دینے کو جی نہیں چاہتا......!!

ہمیں افسوس ہے کہ جس حکومت کے سربراہ کی زبان پر دن رات اسلامی اور شرعی قوانین و اقدار کی تکریم و سربلندی کی باتیں ہوں اور ملک میں اسلام کے نفاذ کا ادّعا اس حد تک ہو کہ اس کی بازگشت سے اقوام متحدہ کا بلند و بالا ایوان تک گونج اُٹھے اُسی حکومت کے اعلیٰ دفاتر سے اس قسم کا حکم بھی نافذ ہو کہ افسران کی بیگمات بھی غیر ملکی سربراہوں کا استقبال کرنے کی مکلف ٹھہرائی جائیں اور خلاف ورزی کی صورت میں ان سے بازپرس کی جائے۔

ان کالموں میں اس سے پیشتر اس موضوع پر (باقی ص ۱۷ پر)

طابع۔ چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع اومنی پرنٹرز لاہور ● ناشر محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت: شیش محل روڈ۔ لاہور

احکام و مسائل

مولانا محمد عبید اللہ عفیف صدر مدرس دار الحدیث چینیانوالی ۔ لاہور

• مختلف حفّاظ کا تراویح کی دو دو رکعت پڑھانے کا جواز
• بتیاں بُجھا کر زور سے اجتماعی دُعاء کرنے کی شرعی حیثیّت
• بطور تبرّک قرآن خوانی یا آیتِ کریمہ کے وِرد کی حیثیّت

سوالات (۱) ہمارے ہاں رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک قاری صاحب تشریف لاتے ہیں دو رکعت پڑھا کر چلے جاتے ہیں۔ پھر دوسرے قاری صاحب دو رکعت پڑھاتے ہیں یوں رکعاتِ تراویح مع وتر پڑھانے والے متعدّد امام ہوتے ہیں۔ ہر دو رکعت یا چار رکعت پڑھانے کے بعد وعظ و تقریر کا سلسلہ بھی خوب ہوتا ہے۔ نیز مذکورہ بالا وقتوں کے درمیان کھانے پینے کا جشن بھی ہوتا ہے۔ جس پر ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔

(۲) بعض مساجد کے خطیب صاحب وتر پڑھانے کے بعد مسجد کی تمام بتیاں بجھا کر بڑی گریہ زاری کے ساتھ چیخیں مار مار کر روتے اور چلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دُعائیں کرتے ہیں نیز مساجد میں حاضرین کے لئے سحری کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ مجلس صبح صادق کے قریب برخاست ہوتی ہے۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو صحابہ کرامؓ (حضرت اُبی بن کعب اور تمیم داری) کو نمازِ تراویح پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ وہ دونوں نصف نصف پڑھاتے تھے یا ایک ہی ساری تراویح پڑھاتا یا ایک مردوں کو دوسرا عورتوں کو پڑھاتا؟

(۴) ہمارے ہاں اکثر یہ رواج ہے کہ اگر کوئی صاحب نیا مکان بنائے یا فیکٹری چالو کرے تو وہاں پر دینی مدارس کے طلباء کو بلا کر قرآن خوانی کرائی جاتی ہے نیز آیت کریمہ کا وظیفہ جو سوا لاکھ مرتبہ کھجوروں کی گٹھلیوں پر پڑھایا جاتا ہے۔ اس کا ورد ہوتا ہے اور بعد میں پڑھنے والے طلباء کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کام کے ٹھیکیدار یہ بھی طے کر لیتے ہیں کہ ہم آپ سے اس کام کا معاوضہ بالکل نہیں لیں گے بس چار ہزار یا آٹھ ہزار وغیرہ وغیرہ کی رقم ہمارے مدرسہ کو چندہ دے دینا۔

کیا یہ ساری کارکردگی سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے یا بدعت کے ذیل میں آتی ہے؟ ایسا کرنے کرانے والے کو ثواب ملے گا یا گناہ؟ ایسی مجالس میں شمولیت کیسی ہے؟

(حافظ محمد اقبال ربانی خطیب جامع مسجد باغ والی شہر سیالکوٹ)

جوابات (۱) رمضان المبارک کی طاق راتوں میں قیام اور توبہ و استغفار بلاشبہ حصول مغفرت اور بلندیٔ درجات کا موجب ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں نہ صرف خود پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر عبادت کیا کرتے تھے بلکہ اپنی ازواج مطہرات کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ ”شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ“ اسی مستعدی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے مگر اعلان (ڈھولک وغیرہ) اور اشتہار بازی کے ساتھ لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کرنے کا اہتمام قطعاً ثابت نہیں۔ ڈھولک تو شریعت میں ویسے ہی ناجائز ہے اس کی بات تو الگ رہی۔ مشاہدہ یہی ہے کہ مساجد میں مرد و زن

اور بچوں، بالوں کے اختلاط میں عبادت کی رُوح اور اس کے آثار و ثمرات بالکل حاصل نہیں ہوتے اور سوائے بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا سلامتی کی راہ صرف یہ ہے کہ ان راتوں کی برکات سمیٹنے کے لئے اشتہار بازی اور کھانے کے لالچ کے بغیر پوری سادگی اور علیحدگی میں عبادت کی جائے۔ نوافل پڑھے جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ کا وظیفہ کثرت کے ساتھ پڑھا جائے تاہم قرآن کی تلاوت کرنا سب سے افضل عمل ہے۔ بہر حال مروّجہ تکلفات اور اہتمام سے احتراز ہی اچھا ہے۔ ورنہ یہ اہتمام اور تکلفات شُدہ شُدہ سنت کا رُوپ دھار لیں گے اور یُوں ہم تحریف دین کے مرتکب ہو کر اپنی عاقبت برباد کرلیں گے۔ اگر یہ اہتمامات اور تکلفات شرعاً مستحسن ہوتے تو ہمارے گرامی قدر اسلاف ان سے قطعاً غافل نہ رہتے۔

(۲) تیرہ رکعت، نو رکعت اور گیارہ رکعت تراویح احادیث سے ثابت ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے کہ احادیث کے دفاتر میں تفصیل موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

نماز تراویح میں ائمہ کا تبدیل ہونا بھی شرعاً ثابت ہے۔ جیسا کہ مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں حضرت اُبی بن کعب اور حضرت تمیم الداری کو نماز تراویح کا امام مقرر فرمایا۔ مولانا عبید اللہ رحمانی محدّث مبارکپوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں۔ قال الباجی یصلی بھم اُبیّ ما قدر ثم یخرج فیصلی تمیم والصواب ان یقرأ الثانی من حیث انتھی الاول لان الثانی ھو بدل عن الاول ونائب عنه وسنة قراءة القرآن علی الترتیب انتھی و قال القاری ای یکون ھذا اماما تارۃ والآخر اخری ویحتمل ان تکون المناوبة فی الرکعات او اللیالی (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۲۵۲ وکشف المغطا (ص ۹۸) کہ "پہلے حضرت اُبیّ رضی اللہ عنہ نماز تراویح کی کچھ رکعتیں لوگوں کو باجماعت پڑھاتے تھے۔ پھر باقی ماندہ رکعتیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں نے راتیں تقسیم کی ہوئی تھیں" بہر حال اس میں توسع ہے۔ لہٰذا پیش امام کا تبدیل ہونا اور ہر ایک امام کا دو رکعت پڑھاکر یا چار رکعت پڑھا کر تبدیل ہوجانا جائز ہے۔ کیونکہ جب فرائض پڑھانے والا امام حدث کی صورت میں اپنا نائب مقرر کرسکتا ہے تو تراویح کے ترویحات میں یہ عمل بالاولیٰ جائز ہونا چاہیئے۔ لہٰذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مواعظ اور تقاریر بلاشبہ تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مگر رمضان المبارک کی طاق راتوں میں ان کا اہتمام والتزام ہمارے قابلِ فخر اور واجب الاحترام سلف صالحینؒ سے نہ صرف ثابت اور متوارث نہیں بلکہ انہوں نے اس پر نکیر فرمائی ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر محمد بن ولید المالکی الطرطوشی المتوفی ۵۲۰ یا ۵۲۵ھ اپنی کتاب الحوادث والبدع میں لکھتے ہیں۔ فاما ما احدثه الناس من الخطب فی اعقاب الختم قال وقال مالك فی المدونة الامر فی رمضان الصلوٰۃ و لیس بالقصص بالدعاء فتأملوا رحمکم الله فقد نھی مالك ان یقص احد فی رمضان بالدعاء وحکی ان الامر المعمول به فی المدینة انما ھو الصلوٰۃ من غیر قصص ولا دعاء (ص ۵۸، ۵۹) کہ ختم قرآن کے موقعہ پر خطبہ پڑھنا بدعت ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ رمضان میں تراویح کے معمول کے علاوہ خطبوں اور اجتماعی دعاؤں کا کوئی اہتمام ثابت نہیں۔ نہ اہل مدینہ کے ہاں ان کا کوئی رواج ملتا ہے" مزید لکھتے ہیں۔

ولم یروا فی شئ من ذالك ما احدثه الناس من ھذہ البدع من نصب المنابر عند ختم القرآن والقصص والدعاء بل قد حفظ عنھم النھی عن ذالك علی ما ذکرنا (کتاب الحوادث والبدع ص ۵۰

کہ ختم قرآن کے موقعہ پر منبروں کو استعمال کرنا، قصّے بیان کرنا اور اجتماعی طور پر دُعاء مانگنا وغیرہ منقول نہیں بلکہ سلف نے ان بدعات سے منع کیا ہے۔"

عبدالرحمٰن بن اسماعیل ابو شامہ شافعی المتوفیٰ ۶۶۵ ھ لکھتے ہیں کہ امام طرطوشی نے ختم قرآن کے موقعہ پر منبروں میں بیٹھ کر وعظ و تقریر اور اجتماعی دُعاء کو بدعت لکھا ہے۔ "وقد انکر الامام الطرطوشی علی اھل قیروان اجتماعھم علی الختم فی صلوٰۃ التراویح فی شھر رمضان ونصب المنابر وبین انہ بدعۃ وان مالکا رحمہ اللہ کرھہ (کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۲۵ - والمدخل لابن الحاج ص ۳۰۵، ۳۰۶ ج ۲) پھر مزید لکھتے ہیں۔ "فاین ھٰذا من نصبکم المنابر وتلفیق الخطب علی رؤس الاشھاد فیختلط الرجال والنساء والصبیان وتکثر الزعقات والصیاح ویختلط الامر ویذھب بھاء الاسلام (الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۲۵ والمدخل ج ۲ ص ۳۰۶) کہ" رمضان میں قرآن کے ختم کرنے پر منبروں کو بچھانے اور لوگوں کے سامنے جھوٹے سچے واقعات بیان کرنے، مرد و زن کے اختلاط اور شور و غوغا کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ یہ بدعات تو اسلام کی رونق اور وقار کے منافی ہیں۔"

امام ابن الحاج لکھتے ہیں۔ "والخطب الشرعیۃ معروفۃ مشھورۃ ولم تذکر فیھا خطبۃ عند ختم القرآن فی رمضان ولا فی غیرہ واذا لم تذکر فھی بدعۃ ممن فعلھا سیما ان کان الموضع معروفا مشھورا مثل ان یکون المسجد الجامع او یکون المسجد منسوبا الی عالم معروف بالخیر والصلاح (المدخل ص ۳۰۳ - ج ۲)

شرعی خطبات تو مشہور و معروف ہیں مگر ان میں رمضان وغیرہ میں ختم قرآن پر خطبہ (وعظ و تقریر) سلف سے مذکور نہیں اور جب یہ خطبہ سلف سے مذکور نہیں تو لامحالہ بدعت ہے۔ ایسا کرنے والا خواہ جو بھی ہو خاص کر جب اس خطبہ کا اہتمام کسی جامع مسجد یا کسی نیک آدمی کی مسجد میں کیا جائے، تو اس کا نقصان اور بھی زیادہ ہو گا (یعنی پھر عوام اس نیک شخصیت کی وجہ سے اس بدعت کو سنّت سمجھنے لگ جائیں گے)

امام مالکؒ، امام طرطوشیؒ، امام ابوشامہ اور امام ابن الحاج کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ تراویح میں یا پھر رمضان میں ختم قرآن پر وعظ و تقریر کا اہتمام بدعت ہے۔ لہٰذا اس سے گریز ہی بہتر ہے۔

(د) وتروں کے بعد یا ختم قرآن کے موقعہ پر بتیاں بجھا کر گریہ زاری کرنا اور چیخیں مار مار کر اجتماعی طور پر دعاء مانگنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ ائمہ سلف نے نہ صرف اس قسم کی دعاء سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے بلکہ اس کو بدعت لکھا ہے، جیسا کہ امام مالکؒ امام طرطوشی، امام ابوشامہ اور علامہ ابن الحاج کے حوالہ سے اوپر لکھا گیا ہے۔ مزید پڑھیئے۔

عن ابن القاسم قال سئل مالك عن الذی یقرأ القرآن فیختمہ ثم یدعو قال ما سمعت انہ یدعی عند ختم القرآن وما ھو من عمل الناس (کتاب الحوادث والبدع ص ۵۹، المدخل ج ۲ ص ۳۰۸) یعنی" امام مالکؒ سے ایسے آدمی کے بارے میں فتوے پوچھا گیا جو قرآن مجید کے ختم پر (اجتماعی) دعا مانگتا ہے تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا کہ ختم قرآن پر اجتماعی دعاء بھی مانگی جاتی ہے اور نہ اس پر اہل علم کا عمل ثابت ہے"

وروی ابن القاسم ایضا عن مالك ان اباسلمۃ بن عبدالرحمن رای رجلا یدعو رافعا

یدیه فانکر ذالك وقال لا تقلصوا تقلیص الیهود قال مالك التقلیص رفع الصوت بالدعاء و رفع الیدین (المدخل ۳۰۸ ج ۲)

"حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ایک آدمی کو دیکھا کہ کھڑا ہو کر ہاتھ اونچے اٹھا کر بلند آواز کے ساتھ دعا کر رہا تھا۔ تو کہا کہ تم یہودیوں کی طرح بلند آواز کے ساتھ اور معمول سے زیادہ اونچے ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگو۔"

موصوف مزید لکھتے ہیں:۔

ینبغی له ان یتجنب ما احدثوه بعد ختم القرآن من الدعاء برفع الاصوات والزعقات وقال اللہ تعالیٰ فی محکم کتابه العزیز ادْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً و بعض هؤلاء یعرضون عن التضرع والخفیة بالعیاط والزعقات تخالف للسنة المطهرة (المدخل ج ۲ ص ۳۰۴) کہ "سائل کو مناسب ہے کہ لوگوں نے ختم قرآن پر بلند آواز اور شور و غوغا اور چیخ و پکار کے ساتھ دعا مانگنے کی جو بدعت نکال رکھی ہے اس سے الگ تھلگ رہے۔ کیونکہ یہ بدعت "ادْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً" (سورہ الاعراف ۵۵ پارہ ۸) الآیۃ کے خلاف ہے۔ بعض لوگ دعا میں اس آیت کے حکم سے اعراض کر کے سنت کی مخالفت کرتے ہیں"

امام شاطبی اجتماعی دعا پر نکیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا مَعَ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فِی سفرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْهَرُوْنَ بالتکبیر فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اربعوا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَهُوَ مَعَکُمْ وهذا الحدیث من تمام تفسیر الآیة (ادعوا ربکم تضرعا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ) (الاعراف ۵۵ پارہ ۸)

وقد جاء عن السلف ایضا النهی عن الاجتماع علی الذکر والدعاء بالهیئة التی یجتمع علیها هؤلاء المبتدعون (الاعتصام للشاطبی ج ۱ ص ۲۱۷) یعنی "ایک سفر میں صحابہ کرام اونچی اونچی تکبیر کہنے لگے تو آپؐ نے فرمایا سکون اختیار کرو۔ تم سمیع اور قریب خدا کا ذکر کر رہے ہو۔ اور سلف نے اکٹھے ہو کر ذکر کرنے سے اور خاص ہیئت کے ساتھ اجتماعی طور پر مبتدعین کی طرح دعا مانگنے سے منع کر دیا ہے"

امام ابن الحاج نے تو یہاں تک لکھا ہے اگر آدمی ایسی بدعات کو روکنے پر قادر نہ ہو تو اس کو اپنے گھر میں نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اور مسجد میں جانا چھوڑ دے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ختم قرآن پر بتیاں بجھا کر چیخ و پکار اور بلند آواز کے ساتھ دعا مانگنی بدعت ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جواب سوال ۳ (ا) ہرگز ثابت نہیں۔ صرف اتنا ثابت ہے کہ عورتیں فرائض پڑھنے کے لئے مساجد میں آتی تھیں اور فرائض باجماعت ادا کرنے کے بعد واپس گھروں کو چلی جاتی تھیں۔ کیونکہ عورتوں کو مساجد میں نوافل کی اجازت نہیں۔ الا یہ کہ کوئی عورت مسجد میں اعتکاف بیٹھی ہو تو اس کا حکم الگ ہے۔ آج کل جس طرح عورتیں شوخ اور چست لباس پہن بن سنور کر سینٹ اور خوشبوئیں مل کر مساجد میں آتی ہیں اور پھر جس طرح گپ شپ اور ہنسی ٹھٹھہ کرتی ہیں۔ اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(ب) حضرت ابیؓ اور حضرت تمیم داری کی امامت کے بارے میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یعنی سوال ۲ کا جواب ملاحظہ فرمالیں۔ یعنی ان کی امامت میں یہ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۵۲ وکشف المغطا ص ۹۸۔

جواب سوال رابع: اسی طرح قرآن خوانی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ

درسِ قرآن

مولانا عبدالرؤف رحمانی ۔ جھنڈا نگری ۔ نیپال

قرآنِ کریم کی تاثیر و اعجاز کے چند واقعات

وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا

”یعنی جب خدا کی آیتیں ان پر تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔“

اس آیت کی روشنی میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مثال

جب داعیِ نبوت کی دعوت و تحریک مکہ میں زور پکڑ رہی تھی اور کفارِ مکہ پوری طاقت سے اس تحریک کو دبا دینا چاہتے تھے۔ حق و باطل کے درمیان ایک شدید کشمکش جاری تھی۔ کفار اپنی ناکامی پر بری طرح حیران تھے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے پورے جوش سے تلوار میان سے کھینچ لی اور دل میں عہد کر لیا کہ آج محمدؐ کی گردن تن سے جدا کر کے اس نئے دین کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گا جس کی محمدؐ لوگوں کو دعوت دیتے پھرتے ہیں۔

یوں ہی جوش میں بھرے، غصہ میں بپھرے، جذبات سے مشتعل چلے جا رہے تھے کہ اتفاقاً نعیم نامی ایک صحابی سے راستہ میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ حضرت نعیم نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا۔ عمر خیریت تو ہے؟ تنک کر بولے کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کا سر تن سے جدا کر کے ہمیشہ کے لئے امن و شانتی پیدا کر دوں گا۔“ نعیم اس خطرناک ارادے کو بھانپ گئے۔ بولے کہ محمدؐ سے پہلے ذرا اپنے گھر کی خبر لو، اپنے بہن بہنوئی کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟ وہ دونوں تو کبھی کے اسلام لا چکے ہیں۔ بس کیا تھا۔ فرطِ غضب میں بہن ہی کے گھر کی طرف مڑ گئے۔ دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ غصہ و نفرت سے ملی جلی ایک گرجدار آواز گھر میں گونج اٹھی جس سے در و دیوار تک ہل گئے۔

بہن بہنوئی اس وقت حضرت خبابؓ سے قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ حضرت خبابؓ عمرؓ کی آہٹ پاتے ہی ڈر کے مارے روپوش ہو گئے لیکن بہن نے ہمت کر کے دروازہ کھول دیا۔ گھر کے اندر پہنچ کر بہت زوردار آواز میں گرج کر بولے۔

تم دونوں مسلمان ہو چکے ہو۔ آباء و اجداد کا دین تم نے ترک کر دیا ہے۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے۔

یہ کہہ کر بہنوئی سے بھڑ پڑے۔ انہیں بے تحاشا پیٹنے لگے۔ بہن نے جب اپنے شوہر کی یہ حالت دیکھی نہ گئی تو چھڑانے کے لئے دوڑیں۔ بس کیا تھا بہنوئی کو چھوڑ کر بہن کی پشت پر کوڑے برسانے لگے۔ کوڑے کی مار اس قدر شدید تھی کہ جسم سے خون کے فوارے ابل پڑے۔ مار کر جب تھک چکے تو بولے، لاؤ دکھاؤ تم دونوں کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے ہمت کر کے جواب دیا کہ اسے دیکھنے اور پڑھنے کا شوق ہے تو پہلے نہا دھو کر آؤ؟ بہن کی یہ جرأت آمیز گفتگو سن کر عمرؓ سکتے میں آ گئے اور سراپا حیرت بن کر بہن کا منہ تکنے لگے۔ بالآخر کچھ سوچ کر غسل کے لئے تیار ہو گئے۔

حفیظ جالندھری نے یوں لکھا ہے ؎

اُٹھے اور غسل کر کے لے لیا قرآن ہاتھوں میں
بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

صحیفۂ مقدس سامنے کھلا ہے۔ پڑھ کر زار و قطار روتے چلے جا رہے ہیں۔ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ جوں جوں آگے بڑھ رہے ہیں حالت بدلتی جا رہی ہے یہاں تک کہ جب

امنوا باللہ و رسولہٖ پہنچے تو بے ساختہ پکار اُٹھے۔
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا
رسول اللہ ۔ یہ ہے قرآن کا وہ اعجاز اور اس کی کشش و جاذبیت
اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا کی
ایک زندہ جاوید مثال۔ اقبالؔ مرحوم نے آیاتِ قرآنی کی اس
تاثیر پر کیا خوب لکھا ہے ؎

تو نمی دانی کہ سوزِ قراءتِ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

اب عمرؓ کی حالت غیر ہونے لگی۔ عمرؓ جیسا سخت
گیر کافر اور پتھر دل انسان بھی اب موم بن چکا تھا۔ شوقِ
ملاقات کے جذبات دل میں موجزن ہو گئے اب عمرؓ کشاں کشاں
دارِ ارقم کی طرف کھنچ رہے تھے۔ لیکن اب نظروں میں پہلے کی
طرح غرور و تمکنت نہ تھی۔ سر جھکائے متاثر ذہن و فکر کے ساتھ
دارِ ارقم پر پہنچ کر دستک دی۔ صحابہ کرامؓ نے جھروکوں سے
جھانک کر دیکھا تو عمرؓ کے ہاتھ میں ننگی تلوار کی چمک دیکھ کر گھبرا اُٹھے۔
شیرِ خدا حضرت حمزہؓ کی آواز فضا میں گونجی اور کہا
جاؤ دروازہ بلا خوف و خطر کھول دو۔ اگر مخلصانہ آتا ہے تو
اس کے لئے خیر ہے ورنہ پھر اس کی تلوار ہوگی اور اس کی گردن۔
دروازہ کھولا گیا۔ عمرؓ نگاہ پست کئے ہوئے گھر میں
داخل ہوئے۔ آنحضورؐ نے پورے رُعب سے عمرؓ کا دامن
کھینچ کر پوچھا "کیوں عمر کیسے آئے ہو کیا نیت ہے؟
حضرت عمرؓ پر فرطِ رُعب سے ایک کپکپی سی طاری ہو گئی۔
آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ بولے آپؐ کے قدموں میں اپنا
سر ڈالنے آیا ہوں۔ اتنا کہہ کر بلند آواز سے اشہد ان لا
الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ پکار
اُٹھے اور پھر فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھی۔
اقبالؔ مرحوم نے قرآن مجید کی اس حقیقی تاثیر و سوز اور
عمر فاروقؓ کے اس تاریخی واقعے کی طرف خوب اشارہ فرمایا ہے۔
وہ لکھتے ہیں ؎

ز قرآں باز خواں اہلِ نظر را
ز شامِ ما بروں آور سحر را
نمی دانی کہ سوزِ قراءتِ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

دوسری مثال

حافظ ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ ایک بار
حضرت عمرؓ منبرِ رسولؐ پر خطبہ دے
رہے تھے۔ آپ نے اثنائے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! تم نے
عورتوں کے مہر میں کتنی زیادتی کر رکھی ہے حالانکہ نبی کریمؐ اور اُن
کے صحابہ نے چار سو درہم سے زیادہ مہر کبھی مقرر نہ کیا۔ اگر مہر
زیادہ مقرر کرنا تقویٰ کا باعث ہوتا تو تم صحابہ نبی کریمؐ سے کبھی
نہ بڑھ سکتے۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی نے چار سو درہم
سے زیادہ مہر نہیں مقرر کیا ہے۔
جب خطبہ ختم کر چکے تو قریش کی ایک بڑھیا سامنے آ
گئی اور عمرؓ سے سوال کیا کہ تم لوگوں کو چار سو سے زیادہ مہر مقرر
کرنے سے روک رہے ہو؟ عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ اس پر بڑھیا
نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ خدا نے قرآن میں کیا فرمایا ہے؟ عمرؓ
نے تعجب سے پوچھا کہ کیا فرمایا ہے؟ اس ضعیفہ خاتون نے
قرآن کی یہ آیت پڑھی "وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا"
یعنی" اگر تم نے مہر زرِ کثیر دے رکھا ہے تو بھی بوقتِ طلاق واپس
نہ لو۔ ــــ یہ آیت اس بات پر دال ہے کہ مہر میں زرِ کثیر مقرر کیا جا سکتا ہے
یہ آیت سن کر حضرت عمرؓ نے اپنی بات کو واپس لے لیا۔
اس آیت کریمہ کے سنتے ہی ان کے ایمان و علم میں روشنی اور جلا
پیدا ہو گئی اور ایمان کی زیادتی اس درجہ اُن کے دل میں ہوئی کہ انہیں
اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ فوراً خدا سے مغفرت کی دعا کی۔

آیتِ قرآنی کا اثر ڈاکو پر

فضیل بن عیاض صوفی
با صفا گذرے ہیں۔
آپ شروع میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے۔ آپ ایک دن ایک
دو منزلہ مکان پر کمند ڈالنے جا رہے تھے کہ اوپر سے کوئی
آواز آ رہی تھی۔ کان لگا کر سنا تو کوئی بزرگ قرآن کریم کی آیت

ف تس لمذ بمو قراءت از روزن فعولن ہے۔ اس مصرع میں علامہ نے ضرورت شعری کے تحت (؟) قرأت (بروزن فعلن) باندھا ہے (ع)

بڑی دل سوزی سے تلاوت کر رہے تھے۔ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ "کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کے ذکر سے لرز اٹھیں"

قرآن کی یہ آیت سنتے ہی ان کے دل میں رقت طاری ہوگئی اور وہ توبہ کرتے ہوئے نیچے اترے اور کہنے لگے کہ ہاں ہاں وقت آچکا ہے۔ اس کے بعد ان کو توبۃ النصوح حاصل ہوگئی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے نہ صرف ڈاکہ ڈالنے کے فعل ہی سے تائب ہوگئے بلکہ تمام معاصی وجرائم سے توبہ کر کے ذکر الٰہی میں ایسے مشغول ومنہمک ہوگئے کہ دنیا کے نامور صوفیائے کرام میں آپ کا شمار ہوا۔

آپ کے حالات مرآۃ الجنان۔ صفوۃ الصفوہ۔ تاریخ خطیب بغدادی میں موجود ہیں۔

اس واقعہ سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اللہ کے ذکر سے اہل ایمان کے دل لرز اٹھتے ہیں اور آیات الٰہی کے سماع سے ایمان ویقین میں تازگی وروشنی پیدا ہوتی ہے۔

تیسری مثال

جب داعی اسلام داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تو تمام صحابہ گھبرا اٹھے۔ بعض تو اس گھبراہٹ و پریشانی میں اپنے حواس پر بھی قابو نہ رکھ سکے۔ سیدنا عمر فاروق رضؓ کی حالت تو تمام صحابہ سے ابتر تھی۔ آپ ننگی تلوار لئے پھر رہے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ نبی کریمؐ دنیا سے اٹھ گئے تو اس کی گردن مار دوں گا۔ بروقت سیدنا ابوبکر رضؓ نے مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر تمام صحابہ کے سامنے اعلان کیا جس میں حضرت عمر رضؓ بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ دلیل میں قرآن پاک کی آیتیں تلاوت کیں "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ سن کر حضرت عمر رضؓ کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور ایمان کی روشنی دلوں میں جگمگا اٹھی اور تلوار میان میں رکھ لی۔

چوتھی مثال

۱۶ھ میں جب عراق پر عرب کا قبضہ ہوگیا اور یرموک کی فتح سے رومیوں کی قوت ختم ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے خراج کے نظم ونسق کی طرف توجہ کی۔ اس مرحلہ میں پہلی مشکل یہ پیش آئی کہ امرائے فوج نے اصرار کیا کہ تمام مفتوحہ مقامات صلہ فتح کے طور پر ان کی جاگیر میں عنایت کئے جائیں اور باشندوں کو ان کی غلامی میں دے دیا جائے۔

حضرت عمر رضؓ کی رائے یہ تھی کہ زمین باشندوں کے قبضے میں رہنے دی جائے اور ان کو ہر طرح پر آزاد چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اکابر صحابہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ فوج کے ہمزبان تھے۔

حضرت عمر رضؓ یہ استدلال پیش کرتے کہ اگر ممالک مفتوحہ فوج کو تقسیم کر دیئے جائیں تو آئندہ کے لئے افواج کی تیاری بیرونی حملوں کی حفاظت اور ملک کے امن وامان قائم رکھنے کے لئے مصارف کہاں سے آئیں گے؟

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے تھے کہ جن تلواروں نے ملک کو فتح کیا ہے انہیں کو قبضہ کا حق ہے۔ آئندہ نسلیں مفت کیونکر پاسکتی ہیں؟

چونکہ یہ طریقہ حکومت جمہوری تھا جو فیصلہ ہوتا کثرت رائے پر ہوتا۔ اس لئے ایک عام اجلاس ہوا جس میں مہاجرین وانصار قبیلہ اوس وخزرج کے پانچ پانچ آدمی وکیل کے طور پر شریک ہوئے۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ وغیرہ نے اگرچہ حضرت عمر رضؓ کی رائے سے اتفاق کیا تاہم کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ حضرت عمر رضؓ کو دفعتہً ایک آیت یاد آئی یعنی لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ اس آیت کے آخری فقرے وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ سے حضرت عمر رضؓ نے یہ استدلال کیا کہ فتوحات میں بعد میں آنے والی آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے لیکن اگر فاتحین

کو تقسیم کر دیا جائے تو آنے والی نسلوں کے لئے کچھ باقی نہیں رہ سکتا۔ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر پرزور تقریر کی اور اس آیت کو استدلال میں پیش کیا۔ تمام لوگ بول اٹھے بلاشبہ آپ کی رائے صحیح ہے۔ (الفاروق علامہ شبلی نعمانی صـ۳۵)

اس واقعہ سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آیاتِ الٰہی کی تلاوت و سماع سے بحث و نزاع ختم ہو جاتی تھی اور لوگوں کو اصل موضوع و زیر بحث مسائل میں ایمان و یقین کی یکسوئی اور پوری پوری روشنی مل جاتی تھی۔

پانچویں مثال ایک زمانہ میں سلطان محمود غزنوی کی حکومت نصف النہار پر تھی اور حکومتِ عباسیہ زوال کے ہچکولے کھا رہی تھی۔ سلطان محمود غزنوی کی فوج نے جب ایشیا پر قبضہ جمانا شروع کیا تو اس نے عباسیہ کے علاقوں پر بھی قبضہ جمانے کی کوشش کی چنانچہ ایک خط میں خلیفہ القادر باللہ عباسی کو اس طرح مخاطب کیا۔ "یہ حقیقت ہے کہ بلاد خراسان کا بیشتر حصہ میرے تصرف میں آچکا ہے۔ اور مابقی آپ کے زیر نگیں ہے۔ اگر بلا کسی خون ریزی کے آپ ان مابقی علاقوں کو اس خادم کے حوالہ کر دیں تو مملکت کے نظم و نسق میں آسانی ہو گی۔"

حکومتِ عباسیہ نے محمود کے مطالبہ کو بے چون و چرا منظور کر لیا۔ سلطان محمود نے دوبارہ پھر سمرقند کے علاقوں کے متعلق اپنا سفیر بھیجا مگر اس مرتبہ خلیفہ بغداد نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اس علاقہ سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ سلطان محمود یہ جواب سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور فرط غضب میں ایک خط لکھا کہ "میں دار الخلافہ بغداد پر ہزاروں ہاتھوں سے حملہ آور ہو کر بغداد کی رفعت و عظمت کو ملیا میٹ کر دوں گا۔ اس بارہ میں اچھی طرح سوچ سمجھ لو ورنہ صورت کچھ اور ہو گی۔"

جب یہ خط خلیفہ القادر باللہ عباسی کو ملا تو اس نے ایک خط دے کر اپنے سفیر کو محمود غزنوی کے دربار میں بھیجا۔ سفیر نے اپنا خط سلطان محمود کے سامنے حاضر کیا۔ سلطان نے خط کھول کر دیکھا تو لکھا تھا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین" سارے درباری اس جواب سے حیران تھے۔ خط کا مفہوم کسی کے سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ آخر کار خواجہ ابوبکر قہستانی نے اس معمہ کا حل کیا اور خلیفہ کو قرآن حکیم کی وہ سورت یاد دلائی جس میں اصحاب کبر و نخوت کا رسوا کن انجام یاد دلایا گیا ہے۔

چنانچہ اس مختصر سی آگاہی کے بعد سلطان محمود غزنوی کی آنکھیں کھلی رہ گئیں اور وہ خشیتِ الٰہی سے لرزہ براندام ہو گیا۔ اور اُسے ہاتھیوں سے حملہ آور ابرہہ کا عبرتناک انجام یاد آگیا۔ اس طرح محمود غزنوی نے بھی گویا اپنے انجام بد اور اس کی سزا کو آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔ اور وہ اس سورہ کے رموز سے باخبر ہو کر بڑا نادم اور منفعل ہوا۔ اور خلیفہ القادر باللہ عباسی سے ادب کے ساتھ معافی چاہی اور بہت سارے تحائف خلیفہ کے نذر کئے اور خواجہ ابوبکر کو بھی انعام و اکرام و خلعت سے نوازا۔ جنہوں نے قرآن پاک کی مقطعات کا یہ راز و اشارہ بتلایا۔

الغرض قرآن کریم کی آیات مقطعات کی تلاوت و فہم ہمیشہ اہل ایمان کے قلوب پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں۔ کاش آج بھی ایسا ہو۔

بقیہ: احکام و مسائل

ہی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

...... حالانکہ مکانات اور دکانیں اس وقت بھی تعمیر ہوتی تھیں اور پھر صحابہ کرام اور سلف صالحین اس کی برکات کے حصول میں ہم سے کہیں زیادہ مشتاق تھے یعنی مقتضی اور داعیہ اس وقت بھی موجود تھا لیکن بایں ہمہ اس طرح کی قرآن خوانی کی دعوتوں کا اہتمام قطعاً ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بھی بدعت ہے۔ اہل حدیث کو ان بدعات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ سلف نے لا الٰہ الا اللہ کے وظیفہ کو بھی بدعت قرار دیا تھا، جیسا کہ سنن دارمی کے حوالہ سے پہلے سوال کے جواب میں تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

آثار علمیہ مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلویؒ

بہ سلسلۂ تحقیقِ روایات

• لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

• اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ

۱۴ جون ۱۹۲۸ء کے پرچہ اہل حدیث میں قاضی سراج الدین صاحب سوجان گڈہی نے دو سوال کئے تھے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں میں نے ان کا جواب لکھا تھا۔ اب ۲۲ نومبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں قاضی صاحب موصوف نے پہلے سوال کے جواب میں لبطور معارضہ کے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

سوال یہ تھا کہ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کیسی ہے۔ میں نے لکھا تھا کہ موضوع (جھوٹی حدیث) ہے۔ اور الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ و موضوعات کبیر علی قاری وغیرہ کا حوالہ بھی بتا دیا تھا۔

قاضی صاحب نے بجواب اس کے چند اقوال نقل کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(اوّل) ولقد خلقت الدنیا واھلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی الحدیث۔

(دوم) ما خلقت خلقا اکرم علی منک الحدیث (دراصل یہ ایک ہی روایت ہے مگر قاضی صاحب نے دو ٹکڑے کرکے نقل کی ہے)

(سوم) اوّل ما خلق اللہ نوری۔

(چہارم) لولا محمد ما خلقتک الخ۔ حاکم بیہقی وغیرہ

(پنجم) مثنوی رومی کے تین شعر

جواب نمبر اوّل کا یہ ہے کہ یہ خطیب کی ایک طویل روایت ہے جس کی سند یوں ہے۔

ابنا نا عبدالوہاب بن عبدالمبارک وغیرہ قالوا ابنا نا ابوبکر احمد بن مظفر بن سوسن ابنا نا ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبیداللہ الحرفی ابنا نا ابواحمد حمزۃ بن محمد بن العباس الدھقانی حدثنا محمد بن عیسی بن حیات المدائنی ابوالسکین حدثنا محمد بن الصباح ابنا نا علی بن الحسن الکوفی عن ابراھیم بن الیسیع عن ابی العباس الضریر عن الخلیل بن مرۃ عن یحیی البصری عن زاذان عن سلمان قال حضرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... فقال ...... ولقد خلقت الدنیا واھلہا لاعرفہم کرامتک الخ۔ میں کہتا ہوں یہ روایت بھی موضوع ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ مطبوعہ مصر ج اص۱۴۲ میں اس حدیث کو ذکر کرکے لکھا ہے "موضوع ابوالسکین وابراھیم ویحیی البصری ضعفاء متروکون وقال الفلاس یحیی کذاب یحدث بالموضوعات انتھی۔ یعنی "یہ روایت موضوع یعنی (جھوٹی) ہے۔ اس لئے کہ ابوالسکین اور ابراہیم اور یحیی تینوں راوی اس کے ایسے ضعیف ہیں کہ ان کی روایت قابل ترک ہے۔ اور فلاس نے تو کہا ہے کہ یحیی راوی بڑا ہی جھوٹا ہے۔ جھوٹی اور بناوٹی روایتیں بیان کیا کرتا ہے" اور میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں امام ذہبی نے لکھا ہے۔ قال الفلاس کتبت عنہ وکان کذابا وقال احمد حرقنا حدیثہ انتھی۔ یعنی "فلاس نے کہا کہ میں نے یحیی سے پہلے حدیث لکھی تھی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور امام احمد نے کہا کہ ہم نے یحیی کی حدیث روایت کردہ کو جلا دیا"۔ خلاصہ یہ کہ روایت بالکل موضوع اور بے اصل ہے۔ اور قطع نظر اس کے حدیث لولاک لما خلقت الافلاک سے اس کو کوئی تعلق نہیں یعنی اس کی ثبوت نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت آیت ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون الآیۃ کے بھی مخالف ہے۔ لہٰذا مردود

ہے۔ چنانچہ اس کی تحقیق آگے آتی ہے۔ فافہم وتدبر

جواب نمبر دوم کا بھی وہی ہے جو اُوپر گزرا۔ اس لئے کہ یہ ایک ہی روایت ہے۔ کما تقدم

جواب نمبر سوم۔ یہ روایت بھی بالکل غلط بے سند اور بے اصل ہے۔ اصحاب تواریخ مثلاً تاریخ خمیس و روضۃ الاحباب وتفریح الاذکیا وغیرہ بلا سند و بے مخرج نقل کرتے ہیں اور یہ لوگ فن حدیث میں حاطب اللیل ہیں۔ گیلی۔ سوکھی۔ سڑی گلی۔ واہی۔ تباہی ہر طرح کی روایتیں نقل کرتے ہیں اور تنقید نہیں کرتے۔ اور فضول بحثیں کرتے ہیں۔ لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ

تنقید حدیث صرف محدثین رحمہم اللہ کا کام ہے اور انہیں کا قول اس فن میں معتبر ہے۔ کسی اور کی محض کوئی روایت اپنی کتاب میں نقل کرنے سے اس روایت کا اعتبار نہیں۔ دیکھو نبراس صفحہ ۲۲۳۔ قد یقال ان الشارح من الثقات فلا یذکر حدیثا موضوعا قلت ہذہ مقالۃ الجاہلین بعلم الحدیث فان الاعتماد علی تصحیح الاحادیث ہو علی ائمۃ الاسانید وحدہم۔ "کہا جاتا ہے کہ شارح چونکہ ثقہ لوگوں میں سے ہے۔ لہٰذا موضوع حدیث کو ذکر نہیں کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ علم حدیث سے ناواقفوں کا قول ہے۔ اس لئے کہ تصحیح احادیث میں ائمہ اسانید یعنی محدثین ہی پر اعتماد ہے"

لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (مسلم ص۱۲)

مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ ص۴۳ میں لکھا ہے وقد اشتہر بین القصاص حدیث اول ما خلق اللہ نوری وہو حدیث لم یثبت بہذا المبنی وان ورد غیرہ موافقا لہ فی المعنی انتہی۔ یعنی "واعظوں میں "اول ما خلق اللہ نوری" کی حدیث زبان زد ہے۔ اور وہ اس لفظ سے ثابت نہیں اگرچہ معنی غیر اس کے موافق وارد ہوا"۔ میں کہتا ہوں مولانا مرحوم کی یہ رائے ہے ورنہ

قرآن مجید اور احادیث صحیح اس کے صریح مخالف ہیں بلکہ بداہتہً عقل بھی اس کے مخالف ہے اور یہ سب حدیث کے موضوع ہونے کے آثار ہیں۔

شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ مجتبائی دہلی کے ص۳۸ میں ہے۔

ومنہا رای من القرائن التی تدرک بہا الوضع مایوجد من حال المروی کان یکون مناقضا لنص القرآن او السنۃ المتواترۃ والاجماع القطعی او صریح العقل حیث لا یقبل شیئ من ذالک التاویل انتہی۔ قرآن مجید و صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں بکثرت ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ عبداللہ بن عبدالمطلب کی صلب اور آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور آپ سب نبیوں کے خاتم یعنی سب سے پیچھے پیدا ہوئے اور جب آپ آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہے تو آپ کی پیدائش بھی مٹی سے ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کی پیدائش حقیقی نور سے نہیں۔ وہو المدعی۔

مشتے نمونہ از خروارے لکھا جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم الآیۃ (سورۃ کہف) اللہ تعالیٰ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتا ہے کہ "تم کہہ دو میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔"

ع نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اوس کا اور ایلچی بھی

قال اللہ تعالیٰ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ (سورہ سجدہ) "اور اللہ نے انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی"۔

قال اللہ تعالیٰ ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم۔ الآیۃ (وہی اللہ ہے جس نے امیوں یعنی

مکہ والوں میں سے رسول بھیجا یعنی انہیں کا ہم جنس بنی نوع انسان جس سے پیدائش ان کی اسی سے اس رسول کی یعنی مٹی سے)

قال اللہ تعالیٰ منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى الاية (سورہ طٰہٰ)

"اسی زمین یعنی مٹی میں سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ تم کو نکالیں گے" یہ آیت آپ کو بھی شامل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (سورۃ احزاب) "تمہارے مردوں میں سے محمد کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ؐ اور سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں" یعنی سب سے پیچھے پیدا ہونے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ متفق علیہ مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلعم وصفاتہ۔ یعنی "میں سب نبیوں کے پیچھے پیدا ہونے والا ہوں" جس کے پیچھے کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سچا نبی ہوں میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔

انا النبی لا کذب ؛ انا ابن عبدالمطلب

(بخاری احمد ج ۱ ص ۳۰۴)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو برگزیدہ کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشا من کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم (مسلم) (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین) علاوہ ازیں اس حدیث کے معارض بھی ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث وارد ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب الحدیث (مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر و فتح الباری ج ۳ پ ۱۳ ص ۲۹۱ مطبوعہ انصاری دہلی)

الحاصل از روئے قرآن مجید واحادیث صحیحہ محققین کی تحقیق یہ ہے کہ سب سے پہلے پانی کی پیدائش ہے۔ پھر عرش کی۔ پھر قلم کی۔ پھر دیگر مخلوقات آسمان، زمین، آدم وغیرہ کی پھر سب نبیوں کے بعد محمد رسول اللہ کی۔ (دیکھو فتح الباری مقام مذکور اور اول ما خلق اللہ نوری کے متعلق فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۱ وضمیمہ ص ۲ ج ۲ میں بھی اچھی تحقیق لکھی ہے اور بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی اس سے روایت لولاک لما خلقت الافلاک کی تائید اور ثبوت نہیں ہوتا۔ بداہۃ عقل اس پر شاہد عدل ہے۔

جواب نمبر چہارم۔ اس حدیث کی سند مستدرک حاکم جلد ثانی فی کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی دلائل النبوۃ میں اس طرح ہے۔ حدثنا ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور العدل حدثنا ابو الحسن محمد بن اسحاق ابراہیم الحنظلی ثنا ابو الحارث عبد اللہ بن مسلم الفہری ثنا اسماعیل بن مسلمۃ انبا عبد الرحمان بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ ..... الی ان قال ولولا محمد ما خلقتک ھذا حدیث صحیح الاسناد انتہی۔ میں کہتا ہوں گو حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے۔ بچند وجوہ۔

وجہ اول:۔ عبد اللہ بن مسلم فہری راوی ثقہ (معتبر) نہیں۔ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے۔ عبد اللہ بن مسلم ابو الحارث الفہری روی عن اسماعیل بن مسلم بن قعنب عن عبد الرحمن

بن زید بن اسلم خبر اباطلا فیہ یا آدم لولا محمد
ماخلقتك رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۔ انتھی
حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن مسلم نے یہ جھوٹی حدیث بیان کی ہے۔
لہٰذا مردود ہے۔ اور کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال العلی المتقی
ج ۶ ص ۴۰۴ میں (۱۳) کو طبرانی بیہقی ابونعیم سعید بن منصور مستدرک حاکم
ابن عساکر کی طرف منسوب کر کے ضعیف لکھا ہے اور خود بیہقی کی سے
تضعیف بھی نقل کی ہے۔ اور حاکم پر تعاقب کیا ہے کہ وہ اپنی مستدرک
میں کیوں اس کو لائے۔ ثانیاً اسماعیل بن مسلمۃ میں بھی کلام ہے
تقریب التہذیب میں ہے۔ صدوق یخطئ یعنی صدوق ہے۔
مگر روایت حدیث میں خطا کرتا ہے۔ ثالثاً عبدالرحمان بن
زید بن اسلم سخت ضعیف ہے۔ میزان میں ہے قال البخاری
ضعفہ علی جدا انتھی۔ رابعاً زید بن اسلم میں ارسال کی
بھی عادت ہے۔ اور تحدیث کی تصریح نہیں کی۔ خامساً حاکم
کے علاوہ محمد بن اسحاق کی توثیق نہیں اور حاکم کا تساہل مشہور ہے
جبھی تو امام ذہبی نے کہا کہ کسی کو حلال نہیں کہ میرے تعقبات
و تلخیصات دیکھے بغیر حاکم کی تصحیح پر غرہ ہو۔ حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین مطبوعہ
لاہور ص۲۷ میں لکھا ہے۔ و در بسیارے از احادیث مستدرک
حاکم کہ او حکم بصحت آنہا نمودہ مثل احادیث صحیحین انگاشتہ
علماء اجلہ اور التخطیہ کردہ اند و بروئے انکار نمودہ از آں جملہ
است حدیث الطیر کہ در مناقب حضرت مرتضیٰ علی معروف
و مشہور است ولہٰذا ذہبی گفتہ کہ حلال نیست کسے راکہ بر تصحیح حاکم
غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و تلخیصات مرا نبیند و نیز گفتہ است
احادیث بسیار است در مستدرک کہ بر شرط صحت نیست بلکہ
بعضے از احادیث موضوعہ نیز ہست کہ تمام مستدرک باآنہا
معیوب گشتہ انتھی۔

اور تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص۲۲۵ میں تو امام صاحب نے
یہ لکھ دیا ہے لیتہ لم یصنف المستدرك فانہ
غض من فضائلہ لسوء تصرفہ انتھی " کاش
وہ مستدرک کو تصنیف نہ کرتا۔ اس لئے کہ اس کے برے تصرف
کی وجہ سے اس نے اس کے فضائل کو کم کر دیا ہے" اور بہتری
حدیثوں کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی وغیرہ دیگر ائمہ محدثین
نے ان کو ضعیف یا موضوع بتایا ہے۔ صرف بتایا ہی نہیں دلائل
سے ضعف یا وضع کو ثابت کیا ہے چنانچہ اسی لولا محمد
ماخلقتك کی حدیث کو بھی حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی
نے دلیل سے موضوع ثابت کیا ہے جس کی تفصیل قدرے ہم نے
بھی کر دی ہے۔ حاکم کا تساہل مشتے نمونہ از خروارے میں لکھتا
ہوں۔ دیکھو اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ مطبوعہ مصر
ص۳۰۸ ج۱ میں انس کی ایک طویل حدیث ہے جس کا خاتمہ یہ ہے
ثم رأیت مر علی السحاب نحو السماء قال الحاکم
ہذا حدیث صحیح الاسناد قال الذہبی فما استحی
الحاکم من اللہ تعالیٰ تصحیح مثل ہذا وقال
فی تلخیص المستدرك ہذا موضوع قبح اللہ من
وضعہ وما کنت احسب ان الجہل بلغ بالحاکم
الی ان یصحح ہذا وہو مما افتراہ البلوی انتھی۔
الغرض حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے
دلیل سے اس کو موضوع ثابت کیا ہے اور سنیے بلوغ المرام مع شرح
سبل السلام ج ۲ ص۱۱۰ میں ہے طلاق الامۃ تطلیقتان
وعدتہا حیضتان کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور دیگر ائمہ محدثین
نے ضعیف بتایا ہے۔ صححہ الحاکم وخالفوہ فاتفقوا
علی ضعفہ انتھی۔ نیز سبل السلام ج ۲ ص۲۳۱ میں ہے
کیف حکم اللہ فیمن بغی رواہ البزار والحاکم
وصححہ فوھم لان فی اسنادہ کوثر بن حکیم وھو
متروك انتھی۔ و نیز سبل السلام ج ۲ ص۲۳۲ میں ہے
قال لرجل تری الشمس قال نعم قال علی
مثلہا فاشہد او دع اخرجہ ابن عدی باسناد
ضعیف وصححہ الحاکم فاخطأ لان فی اسنادہ محمد
بن سلیمان بن مشمول ضعفہ النسائی۔ انتھی۔ میزان

میں کہا ہے۔ قال ابوحاتم ضعیف الحدیث وقال ابن عدی عامۃ ما یرویہ لایتابع علیہ متنا واسنادا انتھیٰ۔ اور تلخیص التلخیص الحبیر ج ۱ ص۹۵ میں حدیث قنوت میں کہا ہے قال الحاکم صحیح ولیس کما قال فھو ضعیف لاجل عبداللّٰہ فلو کان ثقۃ لکان الحدیث صحیحًا انتھیٰ۔ الحاصل جب تک امام ذہبی کی تلخیص نہ دیکھ لی جاوے حاکم کی تصحیح کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور امام شمس الدین ذہبی نے تو اس حدیث کو خصوصًا عبداللّٰہ بن مسلم فہری کے ترجمہ میں باطل جھوٹی اور موضوع کہا ہے وھو المدعی اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ میں نے تو سند پوری ذکر کر دی ہے کتب رجال کی کسوٹی پر پرکھ لو۔

ہاں واضح ہو کہ سبکی اور بلقینی نے جس کی تقریر کی ہے وہ یہ حدیث نہیں جو قاضی صاحب کو شبہ ہوا ہے وہ دوسرا اثر ہے جو ابن عباس سے مروی ہے جس کا ذکر پہلے پرچہ میں ہو چکا ہے۔ میں اس کو مستدرک حاکم سے پورا مع سند نقل کرتا ہوں۔ تاکہ حقیقت حال کھل جاوے۔ وہ بھی مستدرک ج ۲ ص۶۱۵ قلمی میں اسی ما قبل والی حدیث کے متصل ہے وسندہ ھکذا حدثنا علی بن حماد العدل املاء ثنا ھارون بن عیسی الھاشمی ثنا جندل بن واثق ثنا عمرو بن اوس الانصاری ثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن سعید بن المسیب عن ابن عباس قال اوحی اللّٰہ الی عیسی علیہ السلام یا عیسیٰ آمن بمحمد ومر امتك ان یؤمنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنۃ والنار ولقد خلقت العرش فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللّٰہ فسکن ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ انتھیٰ۔

میں کہتا ہوں حاکم کی تصحیح اور سبکی اور بلقینی کی تقریر کو امام شمس الدین ذہبی نے رد کر دیا ہے اور واقعی یہ روایت بھی قابل رد ہے۔ جیسے پہلی مردود ہے اور اس میں بھی بچند وجوہ کلام ہے۔ اوّلاً تو یہ ہے کہ ابن عباس کا قول اور مسئلہ لامجال بالرائے کا جواب مسکت نہیں۔ ممکن ہے کہ اہل کتاب سے لیا گیا ہو۔ صحابہ رضی اللّٰہ عنہم اہل کتاب سے بھی نقل کیا کرتے تھے۔ اگرچہ کم نقل کیا کرتے تھے۔ لان نقل الصحابۃ عن اھل الکتاب اقل (اتقان ص۵۳۶ مطبوعہ احمدی) اور اہل کتاب کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

ثانیًا اس کی سند میں جو ہارون بن عیسٰی ہاشمی ہے وہ ضعیف ہے معتبر نہیں۔ قال الدارقطنی لیس بالقوی (میزان الاعتدال)

ثالثًا عمرو بن اوس مجہول ہے۔ امام ذہبی نے کہا ہے یجھل حالہ واتی بخبر منکر اخرجہ الحاکم فی مستدرکہ واظنہ موضوعًا انتھی ما فی میزان الاعتدال۔ خلاصہ یہ کہ امام ذہبی نے اس کو موضوع بتایا ہے۔ چنانچہ پہلے پرچہ میں بھی لکھا گیا ہے اور امام ذہبی کے حق میں حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۱۱۱ میں لکھا ہے ھو من اھل الاستقراء فی نقد الرجال۔ انتھی۔ واقعی وہ صاحب استقراء تام ہیں۔ جبھی تو مسلم کل ہیں۔

رابعًا سعید بن ابی عروبۃ اور قتادۃ مدلس ہیں (میزان مصری ج ۱ ص۲۱۴) اور تحدیث کی تصریح نہیں کی اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں۔ کما تقرر فی الاصول۔

خامسًا حاکم کے علاوہ جندل بن واثق کی توثیق بھی کتب رجال میں نہیں ملتی۔ علاوہ اس کے یہ دونوں روایتیں مثبت مدعی بھی نہیں۔ یعنی عدم خلق آدم یا جنت ونار عدم خلق افلاک کو مستلزم نہیں فافھم وتدبر ولا تکن من المتساھلین وخذ ما اتیتك وکن من الشاکرین۔

جواب نمبر پنجم۔ مولوی رومی ایک صوفی بزرگ ہیں۔ گو اپنے فن میں وہ بڑے آدمی ہیں مگر فن حدیث وتنقید احادیث میں ان کا قول قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ فن رجال اور اس خاص فن کے نہ جاننے سے ان کی تنقیص نہیں۔ بہتیرے صوفی علم تصوف میں ماہر ہوتے ہیں اور دیگر علوم سے عاجز۔ فاضل لکھنوی نے

الآثار المرفوعہ صفحہ میں اس تقریر کو بسط سے لکھا ہے وکم من صوفی سالح فی بحار العلوم اللدنیۃ عاجز عن درک ما یتعلق بالعلوم الظاھریۃ الی ان قال وقد نص المحدثون علی ان احادیث امثال ھذہ الصلوٰۃ موضوعۃ وان ذکرھا جمع من الصوفیۃ انتھی۔

خلاصہ یہ کہ صوفیا کے نقل کرنے سے حدیث کی صحت نہیں ہوتی اور مثنوی میں بہت رطب ویابس باتیں لکھی ہیں جن کا کچھ ثبوت نہیں۔ ہاں یہ صاحب ہوں یا اور کوئی صرف ان روایتوں کے نقل کرنے سے کاذب نہیں ٹھہرتے تاوقتیکہ کذب کی عمداً تصدیق نہ کریں۔ کاذب وہ ہیں جنہوں نے ان روایتوں کو گھڑا۔ اور ان بے چاروں نے تو بوجہ لاعلمی حسن ظن سے نقل کیا یا تصحیح کی۔ یا تصدیق۔ اور کسی خاص مسئلہ یا خاص فن کی لاعلمی سے مطلق جہالت لازم نہیں۔ دیکھو بہتیرے دینیات کے بڑے عالم ہیں۔ فلسفہ یونان سے بے خبر۔ اور بہتیرے فلسفی ہیں کہ دینیات سے بے بہرہ۔ لہٰذا ان لوگوں کی لاعلمی سے کوئی تعجب نہیں اور جس کے پاس علم ہے وہ عدمِ علم پر حجت ہے۔

الحاصل حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے ثبوت میں جو کچھ قاضی صاحب نے لکھا ہے اُس میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور برتقدیر ثبوت مُثبت مدعی بھی نہیں۔ لہٰذا جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک موضوع ہے۔ وہی تحقیق ہے میں کہتا ہوں ایسے مصنوعی فضائل سے تو آپ کی کسرِ شان ہے۔ فضائلِ صحیحہ آپ کے کیا کم ہیں۔ قرآن اور احادیثِ صحیحہ میں بکثرت ہیں مشتے نمونہ از خروارے لکھتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ الایۃ (آل عمران) و قال اللہ تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً (بنی اسرائیل)

وقال انک لعلیٰ خلق عظیم (سورۃ القلم)

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید الناس (بخاری احمدی ج۱ ص...)

وقال ایضاً اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبھم ترمذی وحسنہ وصححہ۔

اندکے باتو بگفتم و بدل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اللہ کرے قاضی صاحب کو تشفی ہو جائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۱۹ء)

بقیہ • اداریہ

بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مضامین کے ذریعہ یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ مسلمان عورت کا غیر محرم مرد سے ہاتھ ملانا غیر شرعی، قرآن و سنت اور تعاملِ صحابہؓ کے خلاف اور غیرتِ دینی پر ضرب کاری ہے۔ اس وقت جو بات نئی صورت میں سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری افسروں کی بیگمات بھی سرکاری بیگمات" تصور کی جاتی ہیں۔ جن پر سرکاری حکم کا اطلاق اسی طرح ہوتا ہے (خصوصاً استقبالِ غیر کے لئے) جس طرح سرکاری افسروں پر۔

یہ صورتِ حال ایک اسلامی مملکت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہی نہیں مرعوبیت کی گھٹیا ترین مثال ہے ہم اپنی واجب الاحترام حکومت اور صاحبِ اکرام صدرِ مملکت سے گزارش کرنا اپنا فرضِ ملّی سمجھتے ہیں کہ وہ اس حکم کو واپس لیں اور مغرب کی نقالی کی بجائے یثرب وبطحا کی پیروی کریں، اس لئے کہ ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی "بانگلستان" است

مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب

عید کو مکدّر نہ کیجئے!

عیدالفطر کا دن مسلمانوں کے لیے بڑی مسرت اور خوشی کا دن ہے اور یہ خوشی اس بناء پر ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے رمضان شریف کے روزے رکھنے کی توفیق بخشی اور شب میں تراویح ادا کرنے اور اس میں کلامِ الٰہی پڑھنے اور سننے کی سعادت عطا فرمائی۔ حق تعالیٰ کے نزدیک عید کا دن اور عید کی رات دونوں ہی بہت مبارک اور بڑی فضیلت والے دن ہیں۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

لیکن افسوس ہلالِ عید نظر آتے ہی ہم نے ایسا رُخ پلٹا اور ایسے نکلے اور نظریں پھیریں کہ پیچھے مڑ کر ہی نہ دیکھا اور اتنے دُور نکل گئے کہ مرکز ہی کو بھول گئے اور ایسے ایسے کاموں کا ارتکاب کیا کہ جن سے بجائے موردِ رحمت بننے کے حق تعالیٰ کی ناراضگی غصہ اور عذاب کا مورد بننے لگے۔ عیدالفطر کی شب اور اس کا دن انعاماتِ الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دن ہے۔ ہم نے اس کو ان کی ناراضگی کا سبب بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور تعجب یہ ہے کہ ہم ایسی باتوں کو گناہ بھی نہیں سمجھتے جو اور بھی خطرناک بات ہے۔ یہاں ذیل میں کچھ ایسی ہی چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ صرف اس اُمید پر نہیں کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ توجہ سے ان باتوں کو پڑھے اور اسے توفیق عمل ہو جائے، حق تعالیٰ ہم سب کو ان منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عید کارڈ ہمارے معاشرے میں عیدین کے موقع پر بالخصوص میٹھی عید پر عید کارڈ بھیجنے کا بہت ہی رواج ہے ہر خاص وعام پڑھا لکھا یا جاہل عید کارڈ بھیجنے کا ضرور اہتمام کرتا ہے اور ایک نہیں متعدد کارڈ بھیجتا ہے۔ اور خوبصورت سے خوبصورت کارڈ روانہ کرتا ہے۔ عیدالفطر آنے سے ہفتوں پہلے بک اسٹالوں کا چکر لگانا شروع کرتا ہے۔ جہاں شروع رمضان ہی سے نت نئے عید کارڈ فروخت کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ جن میں اعلیٰ، متوسط، ادنیٰ ہر قسم کے ہوتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ قیمتوں والے کارڈ بھی ہوتے ہیں۔ انہیں خریدنے اور ارسال کرنے کو نہ کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ خلافِ شریعت بلکہ اظہارِ مسرت اور عید کی مبارکبادی کا ایک جدید اور مہذب طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بحالاتِ موجودہ عید کارڈ اس قدر منکرات اور مفاسد پر مشتمل ہوتا ہے کہ جن کی موجودگی میں اس کو خریدنے اور بھیجنے سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیئے۔

چنانچہ عید کارڈ میں چند گناہ کی باتیں یہ ہیں:۔

- بہت سے عید کارڈ جانداروں کی تصاویر پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی میں کبوتر کسی میں طوطا کسی میں بگلا کسی میں کوئی دوسرا خوبصورت پرندہ یا جانور بنا ہوا ہوتا ہے۔ جب کہ جانداروں کی تصویر کھینچنا، بنانا، چھاپنا، دیکھنا اور پسند کر کے دوسرے شخص کے پاس بھیجنا سب گناہ ہی گناہ ہے۔
- بہت سے عید کارڈ فلمی ستاروں، ایکٹروں اور اداکاروں کی رنگین تصاویر پر مبنی ہوتے ہیں جنہیں خاص مقبولیت ہوتی ہے۔ ایسے عید کارڈوں کے گناہِ عظیم ہونے میں کیا شک ہے۔
- بعض عید کارڈ ایسے بھی ہوتے ہیں جس میں عریاں یا نیم عریاں عورتوں کی رنگین تصاویر ہوتی ہیں جن کو دیکھنا بنانا چھاپنا سب گناہ ہی گناہ ہے۔ انہیں خرید کر بھیجنا اور بھی بڑا گناہ ہے۔
- بعض عید کارڈ آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عید کارڈ وصول ہونے کے بعد دیکھنے اور پڑھنے کے بعد گندگی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے یا اور کسی جگہ ڈال دیا جاتا ہے

جس سے آیاتِ الٰہی کی بے ادبی اور سخت بے حرمتی ہوتی ہے جو بلا شبہ گناہ ہے۔

● پھر عید کارڈ بھیجنے والوں کا آپس میں اعلیٰ سے اعلیٰ عید کارڈ بھیجنے کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ہر شخص دوسرے سے بہتر اور عمدہ عید کارڈ بھیجنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے عید کارڈ کی سب سے زیادہ تعریف اور تذکرہ ہو یہ کھلی ریاکاری ہے، جو گناہِ عظیم ہے اور نیز گناہ کے کام میں مسابقت اور مقابلہ اس کی سنگینی کو اور بڑھا دیتا ہے۔

● پھر جو شخص گھٹیا عید کارڈ بھیجتا ہے یا نہیں بھیجتا تو اس کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اول تو کسی کو طعنہ دینا خود گناہ عظیم ہے پھر ایک گناہ کی بات پر دوسرے کو طعنے دے کر مجبور کرنا یا ابھارنا اور بھی زیادہ گناہ کی بات ہے۔

● بعض جگہ عید کارڈ بھیجنے میں ادلہ بدلہ کا تصور بھی کارفرما ہوتا ہے۔ آپ نے بھیجا تو دوسرا بھی بھیجے گا۔ اگر آپ نے نہ بھیجا تو دوسرا بھی نہ بھیجے گا۔ اور گناہ میں ادلہ بدلہ بھی گناہ ہے اور گلہ شکوہ بھی برا ہے۔

● بعض عید کارڈ ان ظاہری خرافات سے خالی ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی میں گلاب کے پھول ہوتے ہیں جن میں حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نام درج ہوتے ہیں۔ بعض حرمین شریفین کے نقشے یا خوبصورت باغات اور سبزیاں بنی ہوتی ہیں، جن میں جانداروں کی تصاویر نہیں ہوتیں لیکن ایسے عید کارڈ بھی خریدنے اور بھیجنے سے بچنا چاہیئے۔

● عید کارڈ بھیجنے میں یہاں تک غلو ہو چکا ہے کہ ہزاروں بندگانِ خدا روزہ کی نعمت سے محروم ہیں اور صدقۃ الفطر ادا نہیں کرتے لیکن عید کارڈ قیمتی سے قیمتی خریدنا اور احباب کو روانہ کرنا نہیں بھولتے کہ جیسے یہ بھی کوئی فرض ہے۔ کس قدر غفلت اور گناہ کی بات ہے۔

● بعض لوگ ٹیلی فون اور تار کے ذریعہ عید کی مبارکباد دینا ضروری تصور کرتے ہیں حالانکہ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض ایک رسم ہے۔

اس طرح بے شمار گناہوں کے ساتھ عید کارڈوں میں ہزاروں لاکھوں روپیہ ضائع و برباد ہوتا ہے جو بلا شبہ اسراف و تبذیر میں داخل ہے اور گناہ در گناہ ہے۔ اگر اتنی رقم غربا، فقراء اور مساکین پر خرچ کی جائے تو کتنے ہی تنگدست گھرانے خوشحال ہو جائیں۔ بیمار تندرست ہو جائیں۔ روزی کے محتاج برسر روزگار ہو جائیں۔ حق تعالیٰ فہم صحیح عطا فرمائیں اور اس گناہِ عظیم سے بچنے کی توفیق بخشیں۔ آمین

عید کی تیاری

ایک اور فتنہ "عید کی تیاری" کا ہے۔ جو عید الفطر میں زیادہ اور بقر عید کے موقعہ پر کچھ کم برپا ہوتا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بلا شبہ مسرت کا دن قرار دیا ہے اور اتنی بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس روز جو بہتر سے بہتر لباس کسی شخص کو میسر ہو وہ لباس پہنے لیکن آج کل اس غرض کے لئے جن بے شمار فضول خرچیوں اور اسراف کے ایک سیلاب کو عیدین کے لوازم میں سمجھ لیا گیا ہے اس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج یہ بات فرض و واجب سمجھ لی گئی ہے کہ کسی شخص کے پاس مالی طور پر گنجائش ہو یا نہ ہو لیکن وہ کسی نہ کسی طرح گھر کے ہر فرد کے لئے نئے سے نئے جوڑے کا اہتمام کرے۔ گھر کے ہر فرد کے لئے جوتے ٹوپی سے لے کر ہر ہر چیز نئی خریدے گھر کی آرائش و زیبائش کے لئے نت نیا سامان فراہم کرے۔ دوسرے شہروں میں رہنے والے اعزہ و اقارب کو قیمتی کارڈ بھیجے اور ان تمام امور کی انجام دہی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک متوسط آمدنی رکھنے والے شخص کے لئے عید اور بقر عید کی تیاری ایک مستقل مصیبت بن چکی ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے گھر والوں کی فرمائشیں پوری کرنے کے لئے جب جائز ذرائع کو ناکافی سمجھتا ہے تو مختلف

طریقوں سے دوسروں کی جیب کاٹ کردہ روپیہ فراہم کرتا ہے تاکہ ان غیر تمناہی خواہشات کا پیٹ بھر سکے اور اس عید کی تیاری کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے ہی کہ رمضان اور خاص طور سے آخری عشرے کی راتیں اور اسی طرح بقر عید کے پہلے عشرے کی راتیں بالخصوص بقر عید کی شب جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالےٰ سے عرض و مناجات اور ذکر و فکر کی راتیں ہیں وہ سب بازاروں میں گزرتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن اور ان کی راتیں، عید اور شب عید بڑی مبارک ہیں اور آخرت کمانے کا بہترین سیزن ہے۔ بندۂ مومن جس کی زندگی کا مقصد صرف حق تعالےٰ کی رضا اور حصولِ جنّت ہے، اس کے لئے یہ بہت ہی نادر موقعہ ہے جو حق تعالےٰ نے محض اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے۔ ان ایام اور مبارک لیل و نہار کو بجد غنیمت سمجھا جائے۔ اور ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت و طاعت، ذکر و تلاوت، تسبیح و مناجات اور توبہ و استغفار کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اور زیادہ نفلی عبادات و طاعت نہ کر سکے تو کم از کم مذکورہ بالا اور دیگر گناہوں سے تو اپنے کو دُور ہی رکھے اور تمام رات کوئی نہ جاگ سکے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ آسانی اور بشاشت کے ساتھ جتنی دیر جاگ کر عبادت کر سکے اتنی ہی کر لے۔ اور ادنیٰ درجہ میں اتنا تو ضرور کرے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کرے اور درمیان میں کسی وقت اگر شب کا آخری حصہ ہو تو زیادہ بہتر ہے، تھوڑی دیر عبادت کر کے دعاء و مناجات کرے، اللہ تعالےٰ سے اس شب کی رحمتیں اور برکتیں مانگے اور توبہ و استغفار کرے۔ حق تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ سے قوی اُمید ہے کہ وہ اپنے ضعیف اور کمزور بندوں سے اتنا بھی قبول فرمالیں گے اور محروم نہ فرمائیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

(بشکریہ ماہنامہ "البلاغ" کراچی)

اطلاعات و اعلانات

ایک مردِ مجاہد کا انتقال

شہدائے بالاکوٹ کے معتقد اور تحریک جہاد کے جاں نثار نامور اہل حدیث خطیب حضرت مولانا غازی عبدالغنی خاں قصوری المعروف مجاہد کشمیر ایک طویل عرصہ علیل رہ کر ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں لاہور میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مرحوم زندگی بھر حق و سچائی کا علم بلند کرتے ہوئے مصروفِ جہاد رہے۔ تمام احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (محمد عبداللہ خان بن غازی عبدالغنی خاں قصوری)

مساجد و مدارس سے تعاون کی اپیل

(۱) یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۳ء کو اسلام آباد کے اہم سیکٹر جی ایٹ جو زیرو پوائنٹ سے متصل ہے جماعت کی اپنی مسجد جامع مسجد الامام البخاری کی بنیاد رکھ دی گئی ہے حکومت سے منظوری حاصل ہو چکی ہے۔ ایک کچے سے کمرے میں پانچ وقت نماز باجماعت اور جمعۃ المبارک کا اہتمام ہے۔ ساتھ ایک مدرسہ بھی قائم ہے۔ مسجد کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اخراجات کا تخمینہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ ہے اس کے علاوہ مدرسہ کا ماہانہ خرچ تقریباً ساٹھ ہزار روپے ہے۔ یہ دونوں منصوبے یہاں کی مقامی جماعت کے تحت ذیلی ادارہ اشاعت الاسلام کے تحت زیرِ عمل ہیں مگر وسائل انتہائی قلیل ہیں اس لئے ایسے مرکزی اور اہم مقام پر کتاب و سنت کی دعوت اور اشاعت کو منظم کرنے کی غرض سے جماعت کے مخیر حضرات سے تعاون کی پرزور اپیل ہے۔ ترسیل زر مندرجہ ذیل پتوں پر فرمائیں:

(۱) محمد عبدالسلام (پی اے) D.D.G A آفس۔ ڈی۔ جی۔ ٹی اینڈ ٹی۔ جی ایٹ فور اسلام آباد

(۲) عطاء اللہ بھٹی فلیٹ نمبر D بلاک ۲ پوسٹ آفس کالونی۔ جی ایٹ فور اسلام آباد

(محمد رفیق بھٹی ناظم نشر و اشاعت جی ایٹ اسلام آباد)

(۲) مسجد محمدی اور مدرسہ احسن الحدیث (رتہ کھنہ روڈ دیپالپور) دونوں ادارے ایسی جگہ پر ہیں جہاں روافض اور اہل بدعت کی اکثریت ہے۔ دیپالپور میں چند اہل توحید گھرانے آباد ہیں یہاں ایسے ادارے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مخیر حضرات سے پرزور اپیل ہے کہ ہم سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں (عبدالحفیظ او۔ ٹی ناظم مدرسہ احسن الحدیث رتہ کھنہ روڈ دیپالپور ضلع اوکاڑہ)

(۳) میانوالی میں کوئی مسجد اہل حدیث نہیں ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے اب تک ۴۸ ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے مگر یہاں ایک کنال زمین کی قیمت ۳ لاکھ روپے ہے۔ جماعت افرادی و مالی ہر دو طرح سے کمزور ہے۔ لہٰذا آپ سے پرزور اپیل ہے کہ میانوالی میں کتاب و سنت کا چراغ روشن کرنے کے لئے ہم سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (ترسیل زر کا پتہ:۔ شاہجہان ملک ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ۔ میانوالی)

الجماعۃ

مصنفہ حکیم عبدالرحمٰن خلیق
مسلکِ اہلِ حدیث کی عظمت کا نقشِ جلی

۱۱۲ صفحات کی اس کتاب کے ایک سو نسخے مفت تقسیم کرنے کے لئے ایک مخیر ادارے نے ہمیں تین صد روپے کی رقم ارسال کی ہے شائقین ۵ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بغرض محصول بھیج کر فوراً طلب کریں تاکہ کتاب آپ کے حصہ میں بھی آ سکے ● مسلک اہل حدیث کی زیادہ سے زیادہ مؤثر تبلیغ کے لئے جماعت کے مخیر حضرات اور تبلیغی ادارے الجماعۃ کو خرید کر اپنوں اور بیگانوں میں تقسیم کریں۔ فی نسخہ تین روپے لاگت قیمت۔

نوٹ: استعمال شدہ ٹکٹ بھیجنے والے کو کتاب نہیں بھیجی جائے گی۔

(اختر اقبال مہتمم ناظم رحمانی شفاخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ)

صرف مستحق زکوٰۃ متوجہ ہوں

جو نادار مستحق

زکوٰۃ بھائی اسلامی یا طبی کتب پڑھنے کا شوق رکھتے ہوں وہ بیس ۲۰ روپے کی کتب رمضان شریف کے اندر اندر بلا قیمت ہم سے لے سکتے ہیں بشرطیکہ رجسٹری ڈاک خرچ کے لئے وہ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر یا ڈاک کے ٹکٹ لفافہ میں پتہ ذیل پر ارسال فرماویں (مینجر مکتبہ اہل حدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ)

دعائے صحت کی اپیل

(۱) عزیز محمد یونس ولد عبد العزیز سکنہ شہباز خیل (محلہ وزیر خیل) تحصیل وضلع میانوالی کافی دنوں سے بیمار ہے۔ تمام احباب عزیز موصوف کی صحت کلی کے لئے دعا فرمائیں۔ (شاہجہان ملک ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ میانوالی)

(۲) جامع مسجد اہل حدیث ڈھوبن ہیمارے کے خطیب مولانا مولوی ثناء اللہ صدیقی صاحب ان دنوں سخت علیل ہیں قارئین ان کے لیے صحت کاملہ کی دعا فرمائیں
(محمد اشرف بھٹی)

الاعتصام کا معراج نمبر اور رمضان نمبر

مندرجہ بالا ہر دو اشاعتیں جن کی مجموعی قیمت ۶ روپے ہے۔ نئے خریداروں کی خدمت میں مفت پیش کی جائیں گی۔ دوسرے حضرات یہ دونوں نمبر آٹھ روپے (مع محصول ڈاک) بھیج کر طلب فرمائیں۔

(مینجر)

دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور کے ۵ شعبے

- ہفت روزہ "الاعتصام"
- مدرسہ مصباح القرآن (شعبۂ حفظ)
- مسجد اہل حدیث
- سلفیہ لائبریری
- شعبۂ تصنیف و تالیف

(شعبۂ نشر و اشاعت)

آپ کی خصوصی توجہ اور تعاون کے مستحق ہیں

اساتذہ کی ضرورت

ہمیں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے توسیع شدہ منصوبوں کے لئے دو متوسط درجہ کے مدرسین۔ دو بہترین قاریوں اور دو ریٹائرڈ انگلش ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات فوراً اپنی درخواستیں مع نقول اسناد و شناختی کارڈ اور سابقہ تجربہ لکھ کر بھیجیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

محمد اسلم سیف فیروزپوری

ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ (عربی)

قیمت ۳ حصے • ۱۶۰ روپے / غیر مجلد
قیمت صرف تیسرا حصہ • ۸۰ روپے
ملنے کا پتہ • دار الدعوۃ السلفیہ • شیش محل روڈ • لاہور ۲

حضرت مولانا حنیف حفظہ اللہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست

جیسا کہ احباب جماعت کے علم میں ہے کہ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ تعالیٰ تقریباً پونے دو سال سے بعارضۂ فالج صاحب فراش ہیں۔ مولانا موصوف اگرچہ سہارے کے ساتھ تھوڑا بہت چل پھر لیتے ہیں، لیکن ہنوز مرض کے آثار باقی ہیں اور نقاہت بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے وہ ابھی تک کچھ کام کرنے کے قابل نہیں۔ تمام احباب رمضان المبارک کی نیک ساعتوں اور مخصوص اوقات میں حضرت مولانائے محترم مدظلہ کی مکمل صحت کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بابرکت سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور انہیں مکمل صحت عطا فرما کر بیش از بیش خدمت دین و علم کی توفیق سے نوازے۔ آمین

(ادارہ)

حضرات! جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ولی کامل حضرت صوفی عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی یادگار ہے، جو عرصہ پون صدی سے دینی علوم و معارف کی خدمات بجا لا رہا ہے۔

بحمد اللہ جامعہ کے فضلاء اندرون ملک اور بیرون ملک بے شمار تعداد میں دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں جامعہ کی سالانہ پاکستان اہلحدیث کانفرنس ماموں کانجن اس وقت ایک عظیم قومی اور ملی اجتماع کی حیثیت رکھتی ہے، پاکستان بھر سے ہزاروں کی تعداد میں عوام اس میں شرکت کرتے ہیں، حالیہ کانفرنس میں پاکستان کے جید علماء کرام کے ساتھ ساتھ مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر عبد اللہ الصالح العبیدؒ جامعہ ازہر کے شیخ التفسیر ڈاکٹر محمد فواد مصری ازہری فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد التواب ازہری مصر اور فضیلۃ الشیخ عبد العزیز عتیق تشریف لائے، نیز ڈاکٹر مصلح الدین اور مشیر صدر پاکستان نمائندہ رابطہ عالم اسلامی جسٹس افضل چیمہ شریک ہوئے۔

جامعہ ہذا کا مدینہ یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں سے معادلہ ہو چکا ہے۔ جامعہ کا سالانہ تعلیمی، تدریسی تبلیغی بجٹ نو لاکھ روپے پر مشتمل مرتب کیا گیا ہے بفضل تعالیٰ رمضان المبارک کا مقدس اور بابرکت مہینہ شروع ہے۔ آپ لوگ ہمیشہ جامعہ سے تعاون کیا کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں حسب سابق پورے جوش و خروش سے جامعہ کا بجٹ مہیا فرمائیں۔

مندرجہ ذیل حضرات بتفصیل ذیل رمضان المبارک میں دورہ فرمائیں گے آپ ان سے جامعہ کے لئے بھرپور تعاون فرمائیں۔

مولانا محمد اسحاق ملتان میں ● مولانا عبد الرشید راشد ہزاروی ساہیوال میں ● مولانا بشیر احمد لعمانی اور قاری حفیظ الرحمٰن لاہور ● مولانا عبد القادر ندوی فیصل آباد و کراچی ● مولانا عبد الرشید حجازی شیخوپورہ تا اٹک اور تمام بلاد و قصبات میں ● مولانا محمد علی حامد، مولانا محمد امین مختلف دیہات و قصبات میں۔

یاد رہے

- یہ تمام حضرات محض لوجہ اللہ جامعہ کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ راقم حسب معمول سابقہ مقامات پر جامعہ کے لئے حاضر ہو گا۔
- بذریعہ ڈرافٹ رقوم بھیجنے والے حضرات نیشنل بنک ماموں کانجن اکاؤنٹ ۸۸ یاد رکھیں۔

الداعی الی الخیر

محمد اسلم سیف فیروزپوری

ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

ضلع فیصل آباد

الحمد للہ
احسن التفاسیر اردو
مکمل ہوگئی
قیمت جلد اول -/۳۲ دوم -/۴۴ سوم -/۳۲
جلد چہارم -/۳۲ پنجم -/۳۶ ششم -/۳۶ ہفتم -/۴۰
کامل سیٹ -/۲۵۲ علاوہ محصول ڈاک
-/۲۲۰ پیشگی آنے پر بغیر محصول ڈاک روانہ خدمت ہوگی۔
المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ ۰ لاہور ۲
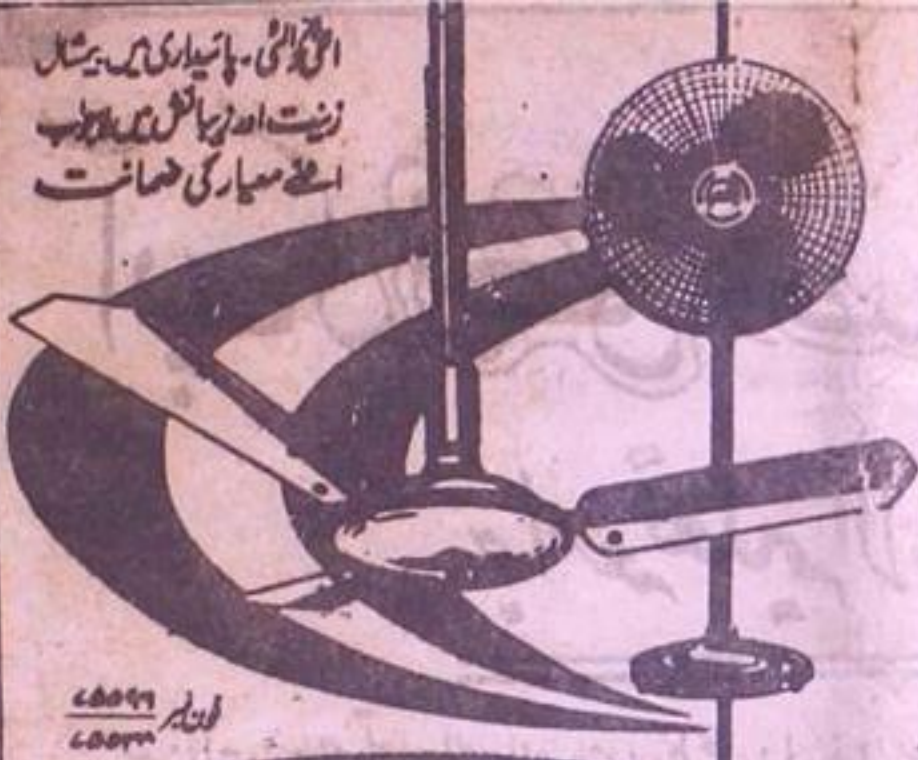
اعلیٰ کوالٹی۔ پائیداری میں بے مثال
زینت اور زیبائش میں لاجواب
اعلیٰ معیار کی ضمانت
سٹیزن
موٹر
تیار کردہ سٹیزن الیکٹریکل انڈسٹریز

اعلیٰ کوالٹی اور پائیداری میں بے مثال
بیکو پنکھے رجسٹرڈ
فون
۴۳۲۷
۵۵۲۷
سیلنگ پیڈسٹل ٹیبل کم پیڈسٹل ۰ اگزاسٹ فین
خوبصورت پائیدار اور کم خرچ بے آواز
دستیاب ہیں
تیار کردہ
بیکو انجینئرنگ کمپنی مین روڈ دھرجا گجرانوالہ

یونین فین
فرحت اور تسکین کے لیے
زیادہ ٹھنڈی ہوا کے لیے
مضبوطی اور پائیداری کے لیے
تار کا پتہ
یونین فین
فون
۵۲۶۲
تیار کردہ
ماشاء اللہ الیکٹریکل انڈسٹریز حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ